# ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے نسب کے ثبوت کی شرعی حیثیت

پروفیسر ڈاکٹر سید نعیم بخاری
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور


## ABSTRACT

**Religious Status of Preservation of Family lineage through DNA**

***By: Dr. Syed Naeem Bukhari***

The per-Islamic Arabs has special arrengnments for the preservation of family lineage. Besides humans they would always take a very special care for the preservation of animals family lineage. There are various means of the confirmation of family tree. They are, By declaration, through witnesses, through internal and external evidences. This paper has taken step ahead to prove human lineage through DNA Test process.

اس کائنات کا ایک ایک ذرہ اپنے خالق کے کمال تخلیق کا گواہ اور اس کا شاہد ہے ،نباتات سے لے کر جمادات تک ، جانور سے لے کر انسان تک ، ہر ایک خالق کی خلاقیت اور اس کی ربوبیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، اسی لئے خداوند قدوس نے انسان کے نام اپنے پیغام میں اس کو اپنی کائنات میں غور وفکر کرنے اور اس راہ سے اس کو پہچاننے کی دعوت دی ہے،انسان اگر اپنی ذات سے بلکہ ظاہری صورت سے ہی اس کی ابتداء کرے تو اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ اس کے سامنے آشکارا ہو جاتی ہے، پھر اگر علم باطن کے رازوں کو کھولنے بیٹھ جائے ، اس کے اندر چھپے ہوئے حقائق سے پردہ اٹھانے لگے اور اس کے بے نظیر نظام کو جاننے کی کوشش کرے ،تو عقلِ سلیم کی دولت سے آراستہ دل میں ایمان پختہ ہو جاتا ہے،اور وہ رب کی ربوبیت ،خالق کی خلاقیت اور اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو جاتا ہے۔

انسان جیسے جیسے سائنسی اکتشافات کے اس دور میں آگے کی طرف قدم بڑھا رہا ہے، وہ خدائی نظام کے سربستہ رازوں سے بھی واقف ہوتا جاتا ہے، ایسے ہی سربستہ سائنسی حقائق میں سے ایک حقیقت ''ڈی این اے'' ''DNA'' کے نام سے متعارف ہوئی ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہونے والی ترقیات نے ڈی این اے کو اہم ضرورت کے طور پر متعارف کرایا ہے، چنانچہ اس کا استعمال انسانی کنبے میں بسنے والے افراد کی شناخت نے ثبوت نسب وغیرہ سے متعلق مسائل مین از سر نو غور کرنے کی دعوت دی ہے تاکہ فقہ اسلامی جو ہمیشہ سے ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرتا آرہا ہے ان مسائل میں بھی راہنمائی کر سکے۔

خلاصہ: اگر کسی بچے کے بارے میں چند دعوے دار ہوں اور کسی کے پاس واضح شرعی ثبوت نہ ہو تو ایسے بچے کا ڈی این اے ٹسٹ کے ذریعے متعین کیا جا سکتا ہے۔

ثبوت نسب شریعت اسلامیہ کے اہم قضیوں میں شمار ہوتا ہے کیونکہ بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کا دارومدار ثبوت نسب پر ہے۔ میراث، محارم، نکاح اور کفاءت وغیرہ ابواب میں بے شمار مسائل ایسے آتے ہیں جن کا براہ راست ثبوت نسب کے مسئلے تعلق نظر آتا ہے، اسی لئے ''الدین یسر'' کے پیش نظر، شریعت نے ثبوت نسب جیسے بے انتہاء اہم مسئلہ کا دارومدار غلبہ ظن پر رکھا ہے، اگر چہ امام شافعیؒ کا اختلاف منقول ہے، اور وہ حقیقتاً قدرت علی الوطئ کی قید لگاتے ہیں۔(۱)

جبکہ جمہور فقہاء کرام حدیث مشہور ''الولد للفراش وللعاہر'' کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات پر متفق ہیں کہ فراش کے ثابت ہونے سے ثبوت نسب کا اعتبار کرلیا جاتا ہے۔(۲)

وہ امور جن پر فقہاء نے اثبات نسب کے سلسلے میں اعتماد کیا ہے بالترتیب درج ذیل ہیں۔

۱۔ازدواجی زندگی یا نکاح ۲۔بینہ یا شہادت ۳۔اقرار ۴۔قیافہ

نکاح: فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر نکاح کا ثبوت ہو جائے تو فراش بھی ثابت ہو جاتا ہے۔قدرت علی الوطئ کا اعتبار احناف نے نہیں کیا ہے۔(۳)

جبکہ امام شافعیؒ قدرت علی الوطئ کو شرط قرار دیتے ہیں۔(۴)

بینہ یا شہادت:

اثبات فراش کے لئے دوسرا اہم ثبوت شہادت ہے۔شہادت کا مسئلہ ان مسائل سے تعلق رکھتا ہے جن میں اسلام نے ذرا بھی لچک نہیں رکھی ہے چنانچہ شہادت کی اہلیت کے لئے سخت سے سخت شرائط رکھی گئی ہیں، لیکن اثبات نسب کے لئے جب شہادت کا مسئلہ آتا ہے تو قوانین کی وہ سختی باقی نہیں رہتی جو عام طور پر دیگر مسائل کے تعلق سے ملتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عام حالات میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کا ہی مطالبہ کیا جاتا ہے، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو ایک عورت (قابلہ) کی گواہی بھی جمہور کے نزدیک معتبر ہے۔(۵)

امام شافعیؒ اس سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قابلہ کی شہادت ثبوت نسب کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ ایسے امور میں جن میں مرد گواہی نہیں دے سکتے، چار عورتوں کی گواہی ضروری ہے،(٦)

اس سلسلہ میں حنابلہ کا قول بھی حنفیہ کی موافقت کرتا ہے۔(۷)

امام مالکؒ نے اگر چہ ایک عورت کی شہادت پر اکتفا نہیں کیا ہے، مگر نصاب شہادت کی تکمیل کی بھی شرط نہیں لگائی ہے، ان کے نزدیک دو عورتوں کی گواہی ثبوت نسب کے لئے کافی ہے۔(۸)

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جمہور فقہاء نے اثبات فراش کے تعلق سے دی جانے والی گواہی میں نصاب اور عدد نصاب کا اعتبار نہیں کیا ہے بلکہ غلبہ ظن کے عنصر کو قبول کرتے ہوئے ایسی شہادت کو معتبر مانا ہے جو عام طور پر دیگر مسائل میں معتبر نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اثبات نسب کا دوسرا عامل بھی اتنا ٹھوس اور پختہ نہیں ہے بلکہ اس کا دارومدار بھی غلبہ ظن پر ہے۔

اقرار بالنسب:

اثبات نسب کا تیسرا کا عامل اقرار بالنسب ہے۔ فقہ اسلامی میں عام طور پر اقرار بالنسب کی دو صورتیں ملتی ہیں۔

۱۔ مقر کا نسب کو اپنے سے ثابت کرنا۔

۲۔ مقر کا نسب کو دوسرے سے ثابت کرنا۔

پہلی صورت میں شریعت نے مقِر کے اقرار کے عقلاً و شرعاً ممکن ہونے کی صورت میں درست مانا ہے اور مقِر سے کسی بھی قسم کا بینہ یا ثبوت کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔(۹)

دوسری صورت میں جبکہ مقِر اپنے سے نسب ثابت کرنے کے بجائے دوسرے سے ثابت کرنے کی کوشش کرے، مثلاً وہ کسی شخص کے بارے میں یہ اقرار کرے کہ میرا بھائی ہے، اس صورت میں جہاں وہ اپنے لئے اخوت کا اقرار کر رہا ہے وہیں اپنے والد سے اس کا نسب بھی ثابت کر رہا ہے، اس صورت میں کیونکہ دوسروں کے حقوق میں تصرف کی گنجائش نکلتی ہے، اس لئے جمہور ائمہ نے باپ کی تصدیق یا شہادت کے بغیر ایسے اقرار کو قبول نہیں کیا ہے۔ یہی مسلک احناف کا ہے۔(۱۰)

مالکیہ کا بھی ظاہراً یہی موقف سمجھ میں آتا ہے۔(۱۱)

حنابلہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(۱۲)

البتہ جمہور علماء کے برخلاف فقہاء شافعیہ نے ایسے اقرار کو بھی معتبر مانا ہے۔ (۱۳)

اثبات نسب کے اس تیسرے عامل میں بھی دراصل غلبہ ظن ہی کارفرما ہے، یہی وجہ ہے کہ نکاح کی عدم شہرت، گواہوں کے فقدان اور کسی دوسرے قرینہ کے نہ ہونے کے باوجود محض اس بنیاد پر اقرار کا اعتبار کرلیا جاتا ہے کہ مقِر خواہ مخواہ اپنے ورثاء کی تعداد میں اضافہ نہیں کرنا چاہے گا، اس لئے ایسا اقرار کرنے والا عموماً سچ ہی بولا کرتا ہے،

قیافہ:

اثبات نسب کے من جملہ دلائل میں سے ایک دلیل قیافہ بھی ہے، قیافہ قوف سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں علامات کا جاننا،(۱۴)

علم قیافہ کوئی یقینی علم نہیں ہے، بلکہ تجربات و مشاہدات پر مبنی مہارت کا نام ہے۔

جس میں خطا کا امکان بہت حد تک موجود ہے۔اس کے باوجود فقہاء حنفیہ کے علاوہ باقی تمام فقہا کرام نے ثبوت نسب میں قیافہ کو معتبر مانا ہے۔

حنابلہ کا یہی مسلک ابن ضویان نے ذکر کیا ہے۔ (۱۵)

امام نووی نے شوافع کا یہی موقف نقل کیا ہے۔(۱۶)

البتہ فقہاء حنفیہ نے ثبوت نسب میں قیافہ کو معتبر نہیں مانا ہے۔(۱۷)

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ کسی متعینہ مسئلہ میں اگر چہ فقہاء کے درمیان اختلاف ہو،مگر قدر مشترک کے طور پر سبھی فقہاء ثبوت فراش میں غلبہ ظن کو کو معتبر مانتے ہیں،فرق اتنا ہے کہ کسی نے قیافہ کے مسئلہ میں اس پر اعتماد کیا ہے،تو کسی نے شہادت کے مسئلہ میں ،لہذا کوئی طریقہ ایسا ہو جس کی بنیاد غلبہ ظن کے بجائے یقین پر ہو تو کیا اس کو ثبوت نسب کے لئے بطور دلیل قبول نہیں کیا جانا چاہیے؟ ڈی این اے ٹسٹ کا طریقہ کار بظاہر کسی مکروہ یا حرام امر پر مشتمل نہیں ہے،اس بناء پر اس نظام کو اپنانا شرعی نقطہ نظر سے صحیح ہوگا۔اس لئے کہ اشیاء کے اندر اصل اباحت ہے۔(۱۸)

اسی طرح یہ بات بھی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ ڈی این اے ٹسٹ میں اشتباہ کا امکان نہیں الا یہ کہ دو جڑواں بھائیوں کو اگر اس ٹسٹ سے گزارا جائے تو اشتباہ ممکن ہے۔ڈی این اے ایک مادی دلیل ہے اور مادی دلیل کو علامہ ابن قیم شہادت اور اقرار سے بھی مضبوط دلیل مانتے ہیں اور اسی دلیل کو قبول کرنے کے حوالے سے ائمہ وفقہاء کا تعامل بھی نقل فرمایا ہے۔

ثبوت نسب کا مسئلہ جیسا کہ ظن غالب اور بینہ پر مبنی ہے،اس لئے ڈی این اے ٹسٹ جیسے یقینی نظام پر بدرجہ اولیٰ اعتماد کیا جانا چاہیے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ شہادت اور اقرار کی حجیت منصوص ہے،اس لئے

ا۔جس بچے کا نسب شرعی اصول کے مطابق ثابت ہو اس کے بارے میں ڈی

این اے ٹسٹ کے ذریعے اشتباہ پیدا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

۲۔ اگر کسی بچے کے بارے میں چند دعوے دار ہوں اور کسی کے پاس واضح شرعی ثبوت نہ ہو تو ایسے بچے کا ڈی این اے ٹسٹ کے ذریعے متعین کیا جا سکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات


۱. قواعد الفقہ از مفتی عمیم الاحسان مجددی، ۱/۱ ۲۴، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی بلاسن

۲. صحیح مسلم، ۲/ ۱۰۸۰، حدیث نمبر ۱۴۵۷، و جامع ترمذی، ۲/۴۳۳، حدیث نمبر ۲۱۲۰

۳. بدائع الصنائع، ۲/ ۳۳۱، ۳۳۲، دار الکتاب العربی بیروت، طبع دوم

۴. روضۃ الطالبین، ۲/ ۴۰۲، المکتب الاسلامی بیروت، طبع دوم

۵. بدائع الصنائع، ۲۱۵/۳، دار الکتاب العربی بیروت، طبع دوم

۶. کتاب الام، امام شافعی، ۶/ ۲۴۹، دار المعرفۃ بیروت طبع دوم

۷. المغنی، ابن قدامۃ المقدسی، ۱۰/ ۱۶۱، دارالفکر بیروت، طبع اول

۸. الکافی، ابو عمر ابن عبد البر القرطبی، ۴۲۹، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، طبع اول

۹. هداية ، ۳/۲۴۳ ، ادارة القرآن للعلوم الاسلاميه كراچى، ۱۹۹۸م

۱۰. هدايه ، ۳/۲۴۴، ادارة القرآن للعلوم الاسلاميه كراچى، ۱۹۹۸م

۱۱. الكافى ، ابو عمر ابن عبد البر القرطبى ، ۴۵۹، دار الكتاب العلميه ، بيروت ،طبع اول

۱۲. المغنى ،ابن قدامة المقدسى،۵/ ۱۱۵ ، دارالفكر بيروت ، طبع اول

۱۳. مغنى المحتاج ، محمد الخطيب الشربينى ، ۲ / ۲۶۱، دار الفكر بيروت

۱۴. لسان العرب ، ابن منظور، ۹/ ۲۹۳، دار الفكر بيروت بلاسن

۱۵. منارالسبيل ، ابراهيم ابن ضويان ، ۱ / ۴۳۳، مكتبة المعارف ، رياض ، طبع دوم ۱۶ .روضة الطالبين ، امام نووى ، ۱۲/۱۰۶ ، المكتب الاسلامى بيروت ، طبع دوم

۱۷. المبسوط، شمس الائمه السرخسى، ۱۷ / ۷۰، دارالمعرفة، بيروت

۱۸. الاشباه والنظائر ، السيوطى ، ۶۰ ، دار الكتب العلمية ، بيروت، طبع اول

✿